ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً

اس آیت کریمہ کے متعلق جو مضمون بیان کرنا ہے اس کے قبل ایک تمہیدی مضمون عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ پھر آیت کے مضمون کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ بادشاہ کی نظر انتخاب کسی عالی اوصاف (بلند اخلاق) ہی پر پڑا کرتی ہے وہ جس کو اپنا مقرب بناتا ہے ضرور اس میں کچھ ایسے اوصاف وکمالات اور محامد ومحاسن کے فطری جوہر موجود ہوتے ہیں جنہیں بادشاہ کی نظر انتخاب پرکھ لیتی ہے اور انہیں اوصاف کی وجہ سے اس کو بادشاہ اپنے قرب خاص سے نوازتا ہے پھر وہ صاحب اوصاف قرب خاص کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ بادشاہ کا محرم راز (رازدار) ہو جاتا ہے شاہی احکام وفرامین کو پوری طرح ٹھیک سمجھ لیتا ہے ہر حکم کی غرض وغایت اور اس کے حدود بادشاہ کے اشارہ کنائے اس کی مرضی اور نامرضی کو بخوبی جان لیتا ہے پھر دوسرے لوگ جب بادشاہ کا اس درجہ قرب اس کے ساتھ دیکھتے ہیں تو بادشاہ کے مقرب خاص ہونے کی وجہ سے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کی عظمت' قدر ومنزلت قائم ہو جاتی ہے۔

بادشاہ جو احکام اس کے ذریعہ اپنی رعایا کو پہنچاتا ہے ان میں اس کی پوری اتباع کرتے ہیں اور بادشاہ کا مقرب بننے کے لئے اس کو نمونہ بنا کر ہو بہو اس کی نقل کرتے ہیں اور جن اوصاف کی وجہ سے وہ بادشاہ کا مقرب بنا ہے انہیں اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے میں پوری کوشش صرف کرتے ہیں تاکہ وہ بھی اس کی اتباع کر کے بادشاہ کا قرب حاصل کر لیں یہ ایک تمدنی' فطری وعقلی دستور ہے جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور پورا عالم انسانیت بلا تفریق مذہب وملت اس کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے۔

یہ حال تو دنیوی بادشاہوں کے مقربین کے ساتھ محبت وعظمت اور اتباع وطاعت کا

ہے جب کہ نہ ان بادشاہوں کا علم کامل اور نہ ان کی قدرت کامل نہ وہ اپنے احکام وفرامین کے نفاذ میں مستقل اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے علم کے ناقص ہونے کی وجہ سے اپنے ایک دشمن اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے علم کے ناقص ہونے کی وجہ سے اپنے ایک دشمن کو اپنا خیر خواہ سمجھ لیں غیر مخلص ان کی نظروں میں سما جائے ظاہری فریب کاری سے دھوکہ کھا جائیں اور نہ ان کی قدرت نفاذ کامل اس لئے ممکن ہے کہ بادشاہ جانتا بھی ہو کہ فلاں شخص جو ہمارے قرب کا مقام پائے ہوئے ہے وہ میرا حقیقی خیر خواہ نہیں ہے مگر کسی سیاسی مصلحت کے دباؤ کی وجہ سے باوجود جاننے کے اس کو اپنے سے علیحدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔

لیکن حق تعالیٰ (جل شانہ وعز برھانہ) کی شان اس سے بلند و بالا ہے' وہ شہنشاہ حقیقی علیم وخبیر ہے قادر مطلق ہے جس کا علم اور قدرت جمیع کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے وہ لوگوں کے مخفی راز پتھروں کے اندرونی ذرات سمندروں کی تہہ کے اندر ایک چھوٹے سے چھوٹے جانور کو بھی اسی طرح جانتا ہے جس طرح سورج کو نصف النہار کے وقت جانتا ہے ۔اس کا علم ماضی' حال' مستقبل سب کو یکساں اور محیط ہے اس کی قدرت ایسی کامل کہ تمام عالم کائنات کو ایک حکم سے فنا کردے (چو سلطان عزت علم درکشد جہاں سر بجیب عدم درکشد' ترجمہ جب عزت والا بادشاہ جھنڈا بلند کرتا ہے تو تمام جہاں فنا کے گریبان میں سر کھینچتا ہے یعنی فنا ہو جاتا ہے) اور پھر بلا شرکت غیر اسی طرح ایک حکم سے دوبارہ پیدا کردے۔

وہ شہنشاہ حقیقی عالم الغیب والشہادۃ جب کسی کو منتخب فرما کر اپنا مقرب بنائے گا اور اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان پیغامبری کے منصب جلیل پر فائز کرے گا تو ضروری ہے کہ وہ واقعی بڑے اوصاف جمیلہ' کمالات جلیلہ اور محامد ومحاسن جزیلہ (بڑے) کا حامل ہوگا جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خاص مقرب بندہ بنایا ہے۔

جب یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی تو اب سمجھئے کہ ذات باری تعالیٰ نے سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع کائنات پر افضلیت کا مقام عطا فرما کر اپنے قرب کے اخص الخاص مقام عبدیت پر سرفراز فرمایا ہے جو جمیع مراتب قرب پر فوقیت رکھتا ہے اسی لئے دعوت معراج میں حق تعالیٰ نے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرما کر دعوت دی۔

معلوم ہوا کہ عبدیت کا مقام سب سے اعلیٰ مقام ہے تو ضروری ہے کہ آپ کے کمالات بھی جمیع مخلوقات پر فوقیت رکھنے والے ہوں جن کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فضیلت اور قرب کا شرف عطا فرمایا۔

چنانچہ جب ہم آپ کے کمالات اور محاسن کو دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ واقعی آپ اپنے کمالات میں جمیع مخلوق پر فائق ہیں اور آپ کے وہ کمالات مخفی نہیں بلکہ اظہر من الشمس ہیں جنہیں دوست اور دشمن سب جانتے ہیں ایسا نہیں کہ آپ کے کمالات کو کسی جماعت نے صرف معتقد بن کر دنیا میں مشہور کر دیا ہو بلکہ واقعی طور پر آپ کے کمالات کو دنیا نے دیکھ برت کر تسلیم کیا ہے۔

الصادق الامین کا لقب کسی مخصوص معتقدین کی جماعت کا دیا ہوا نہیں تھا' عامۃ الخلائق نے اپنے پورے تجربہ کی کسوٹی پر رکھ کر مدتوں دیکھ بھال کر آپ کو یہ لقب دیا تھا آپ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک غیر مسلموں نے کمالات کا اعتراف کیا اور مستقل کتابیں آپ کے کمالات لانہایۃ پر لکھیں۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ہے کہ آپ کے تمام محیر العقول (عقلوں کو حیرت میں ڈالنے والے) کارنامے حیرت انگیز کمالات اور فوق العادت (خلاف عادت) اوصاف من حیث الرسول تھے۔ (رسول ہونے کے اعتبار سے)

ایسا نہیں تھا جیسا کہ بعض کوتاہ فہم (کم فہم) حضرات نے سمجھ لیا کہ آپ بہت بڑے ریفارمر تھے۔ یا ہمدرد قوم اور ایک مدبر لیڈر تھے اور بحیثیت ایک ریفارمر اور لیڈر قوم ہونے کے آپ نے یہ انقلاب عظیم برپا فرمایا اور اپنی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ قوم کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ایک اونچے مقام انسانیت پر لے گئے۔

اب میں ایسا سمجھنے والے حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اس دنیا میں ہزاروں ریفارمر لاکھوں لیڈر اور ہمدرد قوم پیدا ہوئے ہیں اگر آپ کے یہ تمام حیرت انگیز کارنامے تمہارے نزدیک محض ایک ریفارمر کے کارنامے تھے تو تم دنیا والوں کی زندگی سے زیادہ نہیں تو دو چار ہی ایسی مثالیں پیش کرو جنہوں نے ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کر کے ایک ظاہری تہذیب و تمدن علم و اخلاق سے

عاری اور تمام جرائم کی عادی قوم کو اتنی سی مدت میں ایسا معلم الاخلاق عادل و نرم دل با مروت خوش خلق اور ایثار شعار بہترین مدبر حکمراں علوم و حکم کا علمبردار بنا دیا ہو جن کے نام سے ایک طرف دنیا کی عظیم طاقتیں لرزتی ہوں اور دوسری طرف وہ راتوں کو مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں اور رات کو مدینہ کی ایک بڑھیا کا سارا کام کر جانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہوں۔

کیا نہیں معلوم! مدینہ میں ایک نابینا اپاہج بڑھیا تھی حضرت عمرؓ اس کے گھر کا کام کاج کر جایا کرتے تھے ایک دن جا کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس بڑھیا کا کام تو کسی نے ان سے بھی پہلے کر دیا ہے۔ بالآخر وہ میں بیٹھ کر پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ جو شخص ان سے پہلے اس بڑھیا کے گھر کا کام کر جاتے ہیں وہ تو خلیفہ وقت حضرت صدیق اکبر ہیں کیا دنیا کی تاریخ ایسے حکمرانوں کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟ کیا ایسا انقلاب بھی کسی ریفارمر نے کیا ہے کہ جو لوگ پہلے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا فخر سمجھتے تھے اب وہ ان کی پرورش کرنے کو باعث فخر سمجھنے لگے دنیا جب سے بسی ہے آج تک اس میں بڑے بڑے بادشاہ فاتح و حکمراں عقل مندوں فیلسوف زماں ریفارمر و لیڈر پیدا ہوئے ہیں مگر تاریخ جواب دے کہ تاجدار مدینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتوں کے سوا اس کے سفینہ میں کیا ایسے مصلحین کے کچھ نمونے ہیں کہ جن کی اصلاح سے ایسی جاہل قوم ایسی امت عادلہ بے عدیل بے مثال با مروت صاحب ایثار بن گئی ہو۔

بیشک دنیا کی تاریخ میں ایسے بادشاہوں کے بیشمار واقعات ملیں گے جنہوں نے ملکوں کو فتح کیا بلند و بالا قلعے تعمیر کئے اور ان پر اپنی فتح کے جھنڈے نصب کر دیئے مگر کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی فاتح گزرا ہے جس نے ملکوں کو فتح کرنے سے پہلے دلوں کو فتح کیا اور جس نے قلعوں اور محلات کو تعمیر کرنے کے بجائے سیرت و کردار کی تعمیر کی ہو اور رحماء بینھم کی صفت والی با اتحاد با اتفاق با ایثار جماعت بنا دی ہو کہ ان کے اتحاد و اتفاق کا ان کے انصاف و عدل کا اثر بھیڑیئے اور بھیڑ پر بھی ایسا ہو کہ دونوں بھیڑ اور بھیڑیا ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہوں۔ (چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ ہے جن کو عادل و منصف ہونے کی وجہ سے عمر ثانی کہا جاتا ہے کہ آپ عدل و انصاف کا اثر حیوانات تک پر یہ تھا کہ آپ کے زمانہ سلطنت میں حقیقۃً بھیڑ اور بھیڑیا ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے اور بھیڑیا بھیڑ کو آنکھ اٹھا

کر نہیں دیکھتا تھا ایک مرتبہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا نے بھیڑ کو پھاڑ ڈالا یہ دیکھ کر ان بزرگ کی زبان سے بے ساختہ نکلا مات عمر بن عبدالعزیز' عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا چنانچہ تحقیق کی گئی تو واقعی اس حادثہ سے قبل ہی آپ کا انتقال ہوا تھا)

جب آپ ان حقائق وشواہد کی روشنی میں غور کریں گے تو لامحالہ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کام یہ کارنامہ ہرگز کسی بادشاہ' لیڈر یا ریفارمر کا نہیں بلکہ ایک نبی مرسل موصوف بالرسالۃ کا تھا جس کے ہر کام میں تائید حق کار فرما تھی دنیا امن وسلامتی کی متلاشی ہے دنیا میں بڑے بڑے لیڈر اور ریفارمر ہوئے اور آج بھی موجود ہیں جو بزعم خود امن وسلامتی اور انسانوں کی اصلاح وترقی کے بڑے بڑے منصوبے باندھتے اور پیش کرتے ہیں مگر انصاف سے بتلایئے کیا یہ لوگ ذرہ برابر بھی دنیا میں بسنے والے انسانوں کو سکون قلب اور امن و اطمینان سلامتی وایمانداری کی دولت دے سکے؟ کیا ان کی تجاویز اور تعلیمات خود ان کے اپنے نفسوں کی بھی اصلاح کر سکی؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو آپ کو یہ باور کرنا ہوگا کہ یہ انقلاب عظیم ایک نبی امی **فداه ابی و امی صلی الله علیه وسلم** ہی کا تھا جس کی تعلیم کی برکت سے پورے عالم انسانیت کو الفت' اخوت' امن واطمینان کی دولت نصیب ہوئی جس کی تعلیم سے جہالت ختم ہوئی اور نور ایمان سے قلب جگمگا اٹھے۔ جو قبائل پہلے مدتوں سے باہم برسر پیکار تھے وہ شیر وشکر ہو گئے' ٹوٹے ہوئے دل پھر مل گئے۔ شر وفساد ظلم وسفاکیت (خون ریزی) ختم ہو گئی اور اس کی جگہ امن وسلامتی' عدل وانصاف' رحم وشفقت کے اوصاف پیدا ہو گئے یہ سب واقعات وحالات شہادت دے رہے ہیں کہ ایسا عجیب وغریب تمدن باحسن (عمدہ) کسی ریفارمر سے صادر تو کیا ہو خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتا۔ یہ کام صرف اسی کا ہو سکتا ہے جس کو پروردگار عالم نے رحمۃ للعالمین بشیر ونذیر اور سراج منیر (روشن چراغ) بنا کر تمام دنیا کے انسانوں کے پاس بھیجا تھا' جس کے سامنے چھوت چھات' تعصبانہ مسئلہ نہ تھا تمام انسان برابر تھے جس کے نزدیک عرب وعجم کالے اور گورے' وطنی وغیر وطنی' امیر وغریب کی کوئی تقسیم نہیں تھی۔

وہ ایسی ذات تھی جو صاف تمام انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جمیع عالم کائنات کے لئے

رحمۃ للعالمین تھی اور انسانوں اور جنات کے لئے نبی، مرسل، رسول بنا کر مبعوث فرمائی گئی تھی۔ لہذا یہ کہنا کہ نعوذ باللہ آپ محض ایک ہمدرد قوم لیڈر یا کامیاب ریفارمر تھے، حقائق سے چشم پوشی اور ظلم عظیم ہے در حقیقت یہ آپ کی تعریف نہیں بلکہ آپ کے اوپر ایک افتراء اور بہتان عظیم ہے۔

ذرا غور کیجئے! کہ کتنی تحریکیں ہیں جو پیدا ہوتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں، کتنے منصوبے ہیں جو نامساعد (ناموافق) حالات سے دوچار ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں کتنے لیڈر ہیں جو اپنی تحریک کو مٹتے ہوئے دیکھ کر شکست خوردہ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے جیتے جی ہی بے نام و نشان ہو جاتے ہیں اور بہت جلد دنیا پر ان کا دجل و فریب (مکر) آشکارا ہو جاتا ہے، ابھی قریب کے زمانہ کی مثال موجود ہے کہ ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا اور بہت سے لغویات و اباطیل کا مدعی ہوا، کبھی کہا کہ مجھ پر وحی آئی ہے کہ فلاں عورت سے میرا نکاح ہوگا وغیرہ ذلک، مگر دنیا نے دیکھا کہ اس کے سب دعوے باطل اور فریب تھے نبوت اور کذب کا جمع ہونا محال عقلی ہے۔

ان سب جھوٹے مدعیوں، لیڈروں، بادشاہوں اور ریفارمروں کے حالات کے بعد اب آپ ایک نظر نبی الصادق الامین کے حالات پر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ نے ابتداء نبوت میں جو اعلان فرمایا تھا، کوہ صفا پر جو آپ نے قوم کے سامنے دعوت پیش کی تھی تاحیات آپ اسی پر قائم رہے، زندگی میں کتنے حوصلہ شکن واقعات پیش آئے اگر آپ محض لیڈر یا ریفارمر ہوتے اور تائید حق آپ کے ساتھ نہ ہوتی اور آپ کو اپنے نبی مرسل ہونے کا حق الیقین نہ ہوتا تو حالات بتلا رہے ہیں کہ آپ کو تھک کر بیٹھ جانا چاہئے تھا بتلایئے آخر وہ کونسی قوت تھی وہ کونسا وصف تھا جو آپ کو تنہا یا بمعیۃ زیدؓ طائف لے گیا اور پتھروں کی بارش میں آپ نے اعلان حق فرمایا وہ کونسی قوت تھی جس نے جنگ بدر میں بے سروسامانی کے باوجود آپ کو ایک ایسے لشکر جرار کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جو ہر طرح کیل کانٹوں سے لیس تھا وہ کونسی طاقت تھی جو آپ سے غزوۂ خندق کے ایسے نازک ترین موقعہ پر جب کہ خود مسلمانوں کی جانیں نرغے میں آچکی تھیں، پورے وثوق کے ساتھ یہ اعلان کرا رہی تھی کہ ملک شام و فارس اور یمن فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آدیں گے وہ کونسی دوربین تھی جس کے ذریعہ آپ گہری خندق میں کھڑے ہو کر ان ممالک کے محلات کو دیکھ رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کی

فتح ہونے کی بشارت سنا رہے تھے وہ کونسی صداقت تھی جس کی بناء پر آپ غزوۂ حنین میں چند جاں نثاروں کے ساتھ کفار کے لشکر کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں۔

انا النبی لاکذب، انا ابن عبدالمطلب۔ کہ میں سچا رسول ہوں اس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں اور بڑے بہادر و دلیر صاحب شرف و عظمت خاندان عبدالمطلب کا چشم و چراغ ہوں۔

غور تو کرو! وہ کون سا اعتماد، کونسا توکل تھا جس کی بناء پر ہجرت کے موقع پر جب کہ آپؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار ثور میں چھپے ہوئے ہیں اور دشمن غار ثور کے دہانے پر بالکل اتنے قریب آ جاتے ہیں کہ اگر وہ اپنے پیروں کی طرف نظر کر لیں تو آپ کو دیکھ لیں ایسے موقعہ پر عین اس وقت جب موت بالکل سر پر کھڑی ہے، آپ اپنے ساتھی ابوبکر صدیق سے پورے اعتماد و توکل کے ساتھ بلا کسی گھبراہٹ کے فرماتے ہیں۔

لاتحزن ان اللہ معنا گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

جو لوگ آپ کو محض ریفارمر یا لیڈر کہتے ہیں وہ بتلائیں کہ کہیں دنیا کے لیڈروں کے بھی ایسے حالات ہوا کرتے ہیں؟ کیا وہ بھی اس طرح ایسی غیب کی خبریں بتلایا کرتے ہیں کہ سب صحیح ثابت ہوں؟ کیا وہ بھی شام و روم و یمن کے محلات کو خندق کے اندر کھڑے ہو کر دیکھتے ہیں؟ کیا وہ بھی چاند کے دو ٹکڑے کر سکتے ہیں؟ کیا وہ بھی ایسا کلام پیش کر سکتے ہیں جیسا کہ امی محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا جس کی ایک سطر کے مثل بھی دنیا کے اولین و آخرین مل کر نہ لا سکیں فصاحت و بلاغت کے علاوہ ہزاروں برس قبل کے واقعات نقل فرمائیں اور کتب سابقہ کے مطابق پائیں۔

جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ محیر العقول کارنامے اور حیرت انگیز کمالات اور فوق العادت اوصاف، آپ کے لیڈر یا ریفارمر ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ بحیثیت رسول ہونے کے تھے جس میں کسی سلیم الفطرت و صاحب عقل صحیح کو ذرہ برابر بھی انکار یا تامل و تاویل کی گنجائش نہیں نکل سکتی، صاحبو! آپ کی شخصیت ایک تاریخی شخصیت ہے تاریخی حیثیت سے بھی آپ کا نبی ہونا ناقابل انکار طریق پر بتواتر ثابت ہے۔

کیا نہیں معلوم کہ آپ رسالت مآب کی صداقت رسالت کی شہادت کا اعلان، بلند

آوازی کے ساتھ دن رات میں پانچ مرتبہ۔ پوری دنیا کے گوشہ گوشہ میں ملک در ملک شہر در شہر قریہ در قریہ، چودہ سو سال سے لے کر آج تک برابر اذان میں کیا جارہا ہے۔ جہاں اشھد ان لا الٰه الا الله ہے وہیں اشھد ان محمداً رسول الله بھی ہے۔ اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت ساتھ ساتھ ہے کہ بدوں تسلیم رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق توحید بھی عند اللہ تسلیم و قبول نہیں۔

جب آپؐ ایسے صاحب رسالت اور باکمالات ہیں کہ دوست و دشمن سب نے آپ کے ان کمالات کا اعتراف کیا ہے اور انہیں کمالات ومحامد اور اوصاف ومحاسن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کو ایسا مقام قرب حاصل ہوا ہے جو تمام مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہیں، تو ضروری ہے کہ ہم آپ کے ان اوصاف ومحامد کا تذکرہ کریں اور انہیں معلوم کریں کہ وہ کیا اوصاف عالیہ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا منتخب، مصطفیٰ مجتبیٰ بندہ نبی آخر الزماں اور رسول بنایا۔ تاکہ آپؐ کے ان اوصاف کو سن کر ہمارے قلوب آپ کی محبت اور عظمت سے لبریز ہوں اور آپ کی اس سچی محبت وعظمت کا یہ تقاضا ہو کہ ہم آپ کی کامل اطاعت کریں تاکہ آپ کی اطاعت کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن جائیں، مقرب ومحبوب ہوجائیں کیونکہ بندوں کا محبوب خدا بننا منحصر وموقوف ہی ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع واطاعت پر ارشاد خداوندی یہی ہے۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اور

ومن یطع الرسول فقد اطاع الله . جس نے رسول کا کہنا مانا اس نے اللہ کا کہنا مانا۔

اس تمہید کے بعد اب اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں جو آیت کریمہ ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً میں نے شروع میں تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کی طرف توجہ خاص فرماتے ہیں اور فرشتے آپ کی طرف اللہ کی اس توجہ خاص کی تمنا اور درخواست کرتے رہتے ہیں سوائے ایمان والو تم بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ آپ کی طرف ہوتے رہنے کی

برابر درخواست کرتے رہو کہ اس میں تمہارا بہت بڑا نفع ہے، چونکہ اس طرح تم پر بھی اللہ تعالیٰ کی توجہ خاص ہوتی رہے گی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص (مسلمان) مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجے گا حق تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ وسلام بھیجے گا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق بیان فرمائے ہیں ایک محبت دوسرا عظمت، تیسرا اطاعت اور یہ تینوں حقوق ایسے ہیں کہ اگر ان کو حق تعالیٰ بیان بھی نہ فرماتے تب بھی فطری وعقلی تقاضہ سے ہمارے اوپر لازم تھا کہ ہم آپ کے ساتھ محبت وعظمت واطاعت کا معاملہ رکھتے کیونکہ کسی سے محبت کرنے کی تین ہی وجہ ہوسکتی ہیں ایک جمال جیسے کسی صاحب جمال وخوبصورت خوبرو چیز سے محبت ہوتی ہے۔

دوسرے کمال جیسے عالم سے کمال علمی کے سبب اور شجاع سے کمال شجاعت کے سبب محبت ہوتی ہے اور کمال مقتضی عظمت کو بھی ہوتا ہے۔

تیسرے نوال یعنی عطاء اور احسان، جیسے اپنے محسن ومربی سے، اس کے احسان وانعام وادودہش کے سبب محبت ہوتی ہے اور یہ نوال مقتضی اطاعت بھی ہے۔

یہی تین چیزیں کسی سے محبت کرنے کا سبب ہوا کرتی ہیں اور جب یہ فطرت کا تقاضا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تینوں وصف بدرجہ اتم واکمل پائے جاتے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے کہ کمال کی چھ قسمیں ہیں کمال وجود کمال بصارت کمال علم کمال بصیرت وعقل کمال وجاہت کمال شجاعت ہر ایک کا الگ الگ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

کمال وجود کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام خلائق ومخلوقات میں صفات خداوندی **هو الاول والاخر والظاهر والباطن** کا مظہر اتم ہے کہ آپ رحمت عالمین سب سے اول وجود میں آئے اور ظہور آپ کا سب سے آخر میں ہوا۔ ارشاد ہے **اول ما خلق الله نوری** تمام مخلوق سے اول آپ کا نور پیدا ہوا اور وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا، اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ زمین وآسمان نہ

سورج تھا نہ چاند' نہ جن تھا نہ انسان' پھر اس کے بعد اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے' ایک حصہ سے قلم ایک سے لوح ایک سے عرش پیدا کیا اور ایک سے باقی مخلوق۔

چنانچہ کتابوں میں تفصیل موجود ہے حتیٰ کہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی خمیر ہی میں تھے۔ پتلا بھی نہ بنا تھا کہ آپ خاتم النبیین ہو چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس قبل میں اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

جس وقت عالم میثاق میں اللہ تعالیٰ نے الست بربکم فرما کر اپنی ربوبیت کا عہد لیا تو آپ ہی کے اول اقرار بلیٰ سے سب نے فیض لیا اور یک زبان ہو کر سب نے بلیٰ کہہ کر ربوبیت حق کا اقرار یمانی کیا۔

اللہ اللہ وجود موجودات میں بھی واسطہ اور حصول ایمان (ایمان ازلی اور پھر شرعی) میں بھی آپ واسطہ۔

حضرات! آپ ہی کا وہ فیض وجود نور تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں مامون رہے' اور یہی وہ نور تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نار نمرودی میں محفوظ رہے اور یہی وہ نور تھا جس کے سبب حضرت اسماعیل علیہ السلام پر چھری نہ چلی۔

غرض مقصود آپ کا ہی وجود تھا اور تمام عالم کا وجود میں آنا آپ ہی کے فیض سے ہے اس لئے تمام مخلوقات میں آپ اول المخلوقات بھی ہیں اور افضل المخلوقات بھی ہیں۔ آپ تمام اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مکرم ہیں زیادہ معظم ہیں جس وقت شب معراج میں براق لایا گیا اور وہ سوار ہونے کے وقت شوخی کرنے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو (حضرت رسول معظم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے جن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی معظم نہیں' یہ سن کر براق شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

جب آپؐ شب معراج میں بیت المقدس میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء علیہ السلام آپ کے ہمراہ کھڑے ہو کر مقتدی بن کر نماز پڑھنے لگے اور فرشتے بھی مقتدی ہوئے معراج شریف آپؐ کی رفعت اور شرف و عظمت کے لئے ایک مستقل دلیل و سند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ملاقات و ہمکلامی کے لئے خاص تزک و احتشام اور عجیب انداز و استقبال کے ساتھ شرف و اعزاز بخشا' راز و نیاز کی باتیں ہوئیں ملک آسمان

کی سیر کرائی جنت کے محلات بھی دکھلائے اور جیل خانہ دوزخ کو بھی نظر سے گزارا کہ شہنشاہ حقیقی مالک ہر دو عالم کے فضل و عدل کا بھی نظارہ ہو جائے چنانچہ آپ ایک مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ان کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے ہیں اور جب کچل جاتے ہیں تو پھر اصلی حالت پر ہو جاتے ہیں اسی طرح برابر ہو رہا ہے۔ آپؐ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ جو فرض نماز سے روگردانی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں۔ آپ آگے چلے ایک قوم پر گزر ہوا کہ ذرا سا چیتھڑا شرم گاہ پر باندھے ہوئے ہیں اور جانور کی طرح چر رہے ہیں اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے' اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں پھر آگے چلے ایک قوم پر گزر ہوا جن کے پاس پکا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور ایک ہانڈی میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ مرد ہیں جن کے حلال طیب بیوی ہو اور پھر غیر عورت کے پاس آویں اور یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال طیب مرد کے پاس سے اٹھ کر غیر مرد کے پاس آویں۔ غرض چلتے رہے اور مختلف مناظر سامنے آتے رہے یہاں تک کہ ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی' آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھے دوزخیوں سے بھرنے کا جو وعدہ ہے مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک' مشرکہ' کافر کافرہ ہر معاند جو یوم الحساب پر یقین نہیں کرتا دوزخ نے کہا میں راضی ہو گئی۔

اسی طرح سب واقعات دیکھتے سنتے رہے' ایک وادی پر گزر ہوا وہاں ایک پاکیزہ ٹھنڈی ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی' آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ جنت کی آواز ہے' کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے مجھ کو عطا فرما'

کیونکہ میرے بالا خانے اور استبرق وحریر اور سندس وعبقری اور موتی ومرجان اور چاندی وسونا گلاس، طشتریاں، دست دار کوزے، مرکب یعنی سواریاں شہد وپانی اور دودھ اور خمر لطیف وپاک خوشبو دار بہت کثرت کو پہنچ گئے تو مجھے اہل جنت سے بھر دیجئے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم، مسلمہ مومن، مومنہ جو مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور جو مجھ سے ڈرے گا، ماموں رہے گا جو مجھ سے مانگے گا میں اس کو دوں گا جو مجھ کو قرض دے گا میں اس کو جزادوں گا جو مجھ پر بھروسہ کرے گا میں اس کی کفالت کروں گا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا، بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے۔ بابرکت ہے جنت نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔

صاحبو! یہ بزرگی اور مرتبہ کسی دوسری مخلوق کو کہاں حاصل! یہ آنحضرت کی عظمت پر کس درجہ واضح دلیل ہے، مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر فضیلت دی اور آسمان والوں یعنی فرشتوں پر بھی فضیلت دی، پھر قرآن پاک سے استدلال کیا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور آسمان والوں (فرشتوں) پر فضیلت دی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا اے ابن عباسؓ آسمان والوں پر کس چیز کے ساتھ فضیلت دی ہے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آسمان والوں کے لئے تو فرمایا ہے ''ان (فرشتوں) میں سے جو یہ کہے گا کہ میرے علاوہ بھی کوئی معبود ہے تو ہم ان کو جہنم کی سزادیں گے ہم ظالمین کو اسی طرح سزادیا کرتے ہیں''۔ اور اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے فرمایا ''ہم نے آپ کو کھلی فتح دی تا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیں'' صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کی انبیاء پر فضیلت کیا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے (ہر نبی کے لئے) تو فرمایا کہ ہم نے ہر ایک رسول کو اس کی قوم کی زبان لے کر ہی بھیجا ہے تا کہ وہ نبی ان کے سامنے احکام بیان کرے پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا کہ ''ہم نے تو آپ کو تمام انسانوں کے لئے بھیجا ہے۔'' تو آپ کو تمام انسان وجن

کی طرف مبعوث فرمایا ہے (مشکوٰۃ باب فضل سید المرسلین ص ۵۱۵)

شب معراج میں بیت المقدس میں انبیاء علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے' آخر میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی نوبت آئی تو آپ نے رحمۃ للعالمین ہونا' تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر ہونا بیان کیا اور یہ کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا' جس میں ہر امر دینی ضروری کا بیان ہے خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع دین کے لئے پیدا کی گئی قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس. تم بہترین امت ہو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی ہو۔

میری امت کو امت عادلہ بنایا' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وجعلنکم امۃ وسطاً ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے۔

میری امت مرتبہ میں اول ہے اور زمانہ میں آخر ہے اور اپنا خاتم النبیین ہونا بیان فرمایا۔

اس کو سن کر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بس ان فضائل کے سبب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سب سے بڑھ گئے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک بار اپنے کلام میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو خبر کر دیجئے کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا' میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ارشاد ہوا' اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی! میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس وقمر پیدا کرنے سے تیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔ قسم ہے اپنی عزت وجلال کی جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت اس میں پہلے داخل نہ ہو جاویں' پھر امت کے فضائل بیان فرمائے یہ سن کر حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مجھ کو اسی امت کا نبی بنا دیجئے ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی اسی میں سے ہوگا عرض کیا مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنا دیجئے ارشاد ہوا کہ تم

پہلے ہو گئے وہ بعد میں ہوگی البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال میں داخل کروں گا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی عرش پر لکھا دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا (رواہ الحاکم فی صحیحہ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام سے چوک ہو گئی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے رب میں آپ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری غلطی معاف فرما دیجئے اور مغفرت ہی کر دیجئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی پیدا نہیں کیا۔

عرض کیا اے رب! میں نے اس سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے جو سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسے ہی کا نام ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے وسیلہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ (رواہ الطبرانی والحاکم)

اللہ اکبر کیا خوب آپ کا مرتبہ ہے۔ جس وقت آدم علیہ السلام کا نکاح حواء علیہا السلام سے ہوا اور حواء علیہا السلام نے قربت کے وقت آدم علیہ السلام سے مہر طلب کیا تو آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حواء (علیہا السلام) کو میں کیا مہر دوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس دفعہ درود پڑھو یہی مہر ہے انہوں نے ایسا ہی کیا۔

غرض حق تعالیٰ کے فرمان سے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اور انبیاء علیہم السلام کے بیان سے، صحابہؓ کے کلام سے تصریحاً اور امامت انبیاء علیہم السلام سے اور ختم نبوت و خیر امت سے دلالۃً آپ کا اول الخلائق اور افضل المخلوقات ہونا ثابت و محکم ہے۔

یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود جو کہ تمام خلق کا منبع و مصدر ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم

کما تحب و ترضیٰ عددما تحب و ترضیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال علم

آپؐ کے کمال علم کا اس طرح بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص جس نے آپ سے فیض علم حاصل کیا ہو دیکھا جائے کہ اس کا زمانہ جاہلیت کس رنگ میں تھا پھر آپ کی تعلیم سے کس رنگ کے ساتھ جگمگایا اور اس سے کیسے کیسے علوم کی نہریں دریا سمندر بہے وہ انسان جو براعظم عرب میں جہالت بداخلاقی کے جس انتہائی شراروں میں گھر چکا تھا اس کا تصور کیجئے وہ شرک کی گندگی میں اس درجہ ملوث تھا کہ آج کا شرک' آج کی بت پرستی اس پر ہنستی ہے حضر کا بت اور تھا اور سفر کا بت اور تھا تین سو ساٹھ بت خود خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے جو اچھا صاف ستھرا پتھر نظر آتا اسی کو تراش کر بت گھڑ لیتے ناپاکی بے حیائی اور بے غیرتی قساوت قلبی (دل کی سختی) جنگ وجدل شراب نوشی اور اس کے لوازمات غرض کوئی عیب اور انسانیت سوز چلن ایسا نہ تھا جو ان میں نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے علم و اخلاق اور شرف ومجد کے اس اونچے منار پر پہنچا دیا کہ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ بدو گاؤں والے جو شریعت کے ابجد اور الف' با' تا سے بھی ناواقف تھے اور وہ جاہل جو مبادیات انسانیت سے ناآشنا تھے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت سے امور جہانبانی کے ماہر ہو گئے اور اپنے زمانہ کی متمدن اقوام قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج کے مالک بن گئے اور دین کے ساتھ دنیا کے علوم کی کلیدیں ان کے ہاتھ آ گئیں۔

انسانیت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر بلند کیا' اس کو عمر فاروقؓ کے ایک واقعہ سے غور فرمایئے کہ ایک روز عمرؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک پہاڑ کے دامن سے گزر کر اچانک کھڑے ہو گئے اور فرمایا بخ بخ یا ابن الخطاب اے خطاب کے بیٹے ٹھہر جا' ٹھہر جا تو جانتا ہے کہ تو کون ہے اور کیا تھا؟ تو وہ تھا جو اس پہاڑ کے دامن میں اونٹ چرایا کرتا تھا اور اونٹوں کا پیشاب تیرے گھٹنوں تک بہا کرتا تھا اور آج تو ہے کہ دین دنیا پر حکومت کر رہا ہے یہ صدقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ ابن مسعودؓ کن یونیورسٹیوں میں پڑھے تھے کہ آج تک انسان ان کے علم و فضل کا لوہا مانتے ہیں یہ وہ قوم تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ان کا وطن عرب جہالت اور قوم پرستی کا گہوارہ بنا ہوا تھا' علم کا فقدان اپنی آخری حد پر پہنچ چکا تھا' عرب کے وسیع ملک میں بمشکل سترہ افراد ایسے تھے جن کو علم سے مناسبت تھی اور ان کو لکھنا پڑھنا آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد آپؐ نے جو اسلام کا پیغام دیا' اس نے ان کی کایا پلٹ دی پھر وہی عرب کے بادیہ نشیں بکری اور اونٹوں کے چرواہے جن کو کل تک پڑھنے سے چڑتھی اسلام کی ضیا پاشیوں کے بعد آج وہ علم و ہنر کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ صرف ایک ایک بات ایک ایک حدیث سننے کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر طے کرنا اور علم سیکھنے کے لئے ہزاروں مشقتیں و مصیبتیں برداشت کرنا ان کا ایک محبوب مشغلہ بن گیا' یہاں تک کہ جہاں جہالت کی تاریکی منڈلایا کرتی تھی' وہاں آپ کی تعلیم کے بعد ایسے جلیل القدر علم وفن کے ماہرین پیدا ہوئے کہ رہتی دنیا تک ان کا نام علمی دنیا میں روشن و اجاگر رہے گا آج یورپ کو اپنی ایجادات' اپنے علوم' اپنی اختراعات اپنی سائنس اور ریسرچ پر ناز ہے لیکن اس حقیقت سے لوگ بہت کم آشنا ہیں کہ یورپ کے استاد اس سائنس اور ریسرچ کے اولین موجد اسلام کے وہ خادم اور وہ مجاہد ہیں جن کا سرمایہ زندگی اور فخر' علوم و معارف کی اشاعت تھا انہوں نے ہی دنیا کو ایسے علوم بخشے جن کی اس وقت دنیا کو ہوا بھی نہ لگی تھی ۔ تفسیر' حدیث' فقہ' کلام یعنی معرفت توحید و صفات و افعال ذات حق جیسے مہتم بالشان فنون کے ساتھ ساتھ ان مسلمانوں نے علم رجال' تاریخ' ریسرچ اور ایجادات کے میدان میں جو کامیاب خدمات انجام دی ہیں وہ تا قیامت دوش انسانیت پر احسان عظیم ہیں علوم ملکی و پاسبانی' حفاظت سرحد' طریق سپہ گری فوجی نشیب و فراز' ملکی داخلہ اور ان کے ساتھ معاملہ و معاشرت کے اصول' دیوانی اور فوجداری کے قوانین' انتظام مسافرین' راستوں پر راہگیروں کی حفاظتی تنظیم' پولیس کا انتظام' خزانہ کے اندراجات و ضوابط' اس کی مدات آپس کی معاشرت کی تعلیم' اغیار کے ساتھ حسن سلوک کا طریق اور اس کے حدود' چوری' ڈاکہ' قتل' اغوا کے قوانین' نکاح' طلاق' خلع' مہر' نان' نفقہ' فسخ

کے قواعد، بیع صرف، بیع سلم وغیرہ اقسام بیوع، کفالت، وکالت، شہادت، ضمانت شراکت رہن وقف، ہبہ کے مفصل احکامات الگ تعلیم کیے۔

یہ بات خودستائی یا خود پسندی کی نہیں بلکہ تاریخ کی واضح حقیقت ہے جسے غیر مسلم مورخوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مشہور فرانسیسی مورخ ''گال لیام'' نے لکھا ہے کہ ٹھیک اس وقت جب کہ ساری مسیحی دنیا کا منہ کالا ہو رہا تھا اور شمال وسطیٰ اور مغربی یورپ کی قوموں کے مابین وحشیانہ جنگ آزمائی کا سلسلہ جاری تھا، دفعۃً پیغمبر اسلام کا ظہور اقدس ہوا، اور مسلمان علم وتہذیب وتمدن کے رہنما بن کر نمودار ہوئے۔

اس کے علاوہ فرنچ اکاڈمی کے صدر ''موسیو سید یو'' نے اپنی تاریخ عرب میں لکھا ہے کہ عربوں نے ایجادات کے میدان میں قدم رکھا تو فن کیمسٹری با قاعدہ ایجاد کیا، گندھک اور پارہ نکالنے کی ترکیب دنیا کو بتائی، پانی کا تجزیہ وتحلیل اور دودھ پھاڑ کر طبی طریق کے مطابق استعمال کرکے ترکیب انہوں نے پیش کی الکحل کے جوہروں کا خمیر اٹھانے اور دوسری کیمیائی باتوں کا انکشاف ابوموسیٰ جعفری کی تالیفات سے ہوا، یہی نہیں بلکہ سرجری اور ڈاکٹری پیشوں کا استعمال محمد بن زکریا اندلسی نے ایجاد کیا۔ رازی نے چیچک اور خسرہ پر کتاب لکھی جو آج تک یورپ کے ڈاکٹروں کے سامنے ہوتی ہے۔ تشریح جو آج ڈاکٹری کی بنیاد ہے رازی نے ہی اس کی طرف توجہ دلائی اسپین کے عالم ابوالقاسم خلف ابن عباس فن جراحی اور سرجری کے اولین موجد تھے، یورپ کے اہل فن آپ کو لوتائیس کے نام سے پکارتے ہیں۔ انہوں نے سرجری کے آلات ایجاد کیے۔ ان کے استعمال کی ترکیب بھی بتائی۔ مثانہ کی پتھری نکالنے کے آپریشن کی جگہ انہوں نے ہی مقرر کی جس پر آج کے ڈاکٹر عمل کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ علم ہندسہ، حساب، الجبرا، مقابلہ اور روشنی نظر کی رفتار کے متعلق علوم وفنون کے اندر عربوں نے چار چاند اپنی ایجادات سے لگا دیئے۔

یہ میں نے علوم وفنون پر ایک اجمالی اور نہایت مختصر طریقہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس میں میں نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ وہ جاہل قوم اور وحشی عرب جو ظہور اسلام سے قبل جہالت اور بربادی، حیا سوز حرکات، اور بے غیرتی وخانہ جنگی کا گہوارہ اور سرچشمہ تھا۔ قبول اسلام کے

بعد اس نے علم و ہنر اور پاکیزہ اخلاق کو کس درجہ اپنایا اور کتنی عظیم الشان خدمات انجام دیں تاریخ اقوام میں کس قدر بلند مقام حاصل کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے صرف نماز' روزہ وغیرہ ہی نہیں بلکہ ایسی جامع اور مکمل تعلیم دی ہے کہ لوگ جہالت کی تاریکی کے بجائے علم و تحقیق کی روشنی میں بہتر زندگی اخلاق خانہ آبادی' اتحاد' امن عامہ' ملک گیری' ملک داری کی پرضیاء' پرفضاء' بہار کی زندگی بسر کریں۔

لیکن آہ! آج پھر وہی جہالت اور خونریزی' جنگ جوئی' وحشیانہ جنگ جاری ہے دوسروں کو کیا کہنا رونا اپنا ہے کہ جس علم نے اس وحشی قوم میں چار چاند لگا دیئے تھے آج ہم نے اس کو بھلا کر وہی حالت بنالی کہ آج ہم علم سے بے بہرہ ہنرمندی سے بھی محروم خانہ جنگی بھی ہمارا کام آپ مسلمان بستیوں کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ جہالت کی تاریکی ایسی بلا ہو کر چھائی ہوئی ہے کہ گویا ان مسلمانوں کی زندگی کا حاصل' قابل فخر سرمایہ جہالت ہی ہے مسلمانوں کی زندگی کا یہ طور بڑا ہی غمگین اور المناک ہے۔

اگر آپ کو اسلام سے الفت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کی تعلیمات کی طرف اپنی لاڈلی اولاد کو اپنی نئی نسلوں کو علم میں لگایئے۔ خاص کر اس دور میں اپنی اولاد کو اسی دین محمدی پر قائم رکھنا چاہئے جس پر نجات موقوف ہے اور جس پر عیش و امن موقوف ہے تو اس لازمی تعلیم زمانہ پر نہ رہئیے۔ مہلک اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے بجز اس کے کہ دینی تعلیم ہو اور کیا صورت ہے؟

عرب میں جو عیوب انسانیت سوز' چوپایوں اور درندوں جیسے تھے اس کا سبب بجز جہالت اور کیا تھا؟ پھر تعلیم اسلام سے آپ نے دیکھا کہ کیسے کامل انسانیت کے ہیرو ہوئے اتحاد ایسا' ایثار ایسا' محبت ایسی کہ رحمآء بینھم (آپس میں بہت رحم دلی رکھنے والے) کا لقب دیا گیا اور مدح کے طور پر ان کا قول حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ذکر فرمایا۔

انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاء ولاشکوراً کھلاتے ہیں ہم تم کو صرف اللہ کی رضا کے لئے نہیں چاہتے تم سے بدلہ اور نہ شکریہ اور مروت' ہمدردی' تواضع' انکساری' فنائیت' عدل وانصاف' عفو و کرم' جود و سخا' بخشش و عطا کے وہ جوہر عالم کے سامنے

نمودار ہوئے کہ اس کا نمونہ رہتی دنیا تک دوسری کسی قوم میں ملنا محال ہے ان کی توحید کا یہ رنگ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا جس سے اہل مصر بڑے پریشان ہوئے اہل مصر کا دستور تھا کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا تھا تو وہ لوگ ایک جوان کنواری لڑکی کو بناؤ سنگار کر کے دریائے نیل کی نذر کیا کرتے تھے حضرت عمرو بن العاصؓ والی مصر تھے اہل مصر کو اس رسم بد سے یہ فرما کر روک دیا کہ اسلام نے تمام جاہلی رسومات کو مٹا دیا ہے اور حضرت عمر بن الخطابؓ کو سارے واقعہ کی اطلاع فرمائی تو حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کے نام خط تحریر فرمایا' جس میں تحریر فرمایا کہ یہ خط اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام ہے پس اے نیل اگر تو خود بخود جاری ہے تو جاری مت ہو۔ ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تو خدا کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں خدائے واحد قہار سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے جب آپ کا یہ خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا پہلے سے کہیں زیادہ بھرپور ولبریز جوش مار کر رواں دواں ہو گیا اور اس دن سے لے کر آج تک برابر جاری ہے درمیان میں کبھی بند نہیں ہوا۔

ان کے ایثار کا یہ حال کہ مہاجرین و انصار کے درمیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھائی چارہ فرما دیا تو انصاری بھائی نے اپنے مال و جائیداد کا آدھا حصہ اپنے مہاجر بھائی کی خدمت میں پیش کر دیا حتیٰ کہ حضرت سعید ابن الربیع انصاریؓ جن کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مہاجرؓ کا بھائی بنایا گیا تھا ان کی دو بیویاں تھیں تو انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمان بن عوف سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیجئے مگر عبدالرحمٰن بن عوف نے احسان مندی کے ساتھ انکار فرما دیا۔

اسی طرح ابوجہم بن حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی کے موقع پر میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا' وہ لڑائی میں شریک تھے اور پانی کا مشکیزہ اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے کہ وہ پیاسے ہوں تو میں ان کو پانی پلاؤں اتفاق سے وہ ان کو ایک جگہ ایسی حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ جان کنی (جان نکالنا) شروع تھی دم توڑ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ تم کو پانی کا گھونٹ دوں' انہوں نے اشارہ سے ہاں کہا' اتنے میں ایک دوسرے صاحب نے جو قریب ہی

پڑے تھے آہ کی اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے‘ جب میرے چچازاد بھائی نے ان کی آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا‘ چنانچہ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا، وہ ہشام ابن العاص تھے میں ان کے پاس ابھی بس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب نے جو اسی حالت میں دم توڑ رہے تھے آہ کی۔ ہشام نے مجھے ان کے پاس پانی لے جانے کا اشارہ کر دیا، میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ جب ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی واصل بحق ہو چکے تھے ان کے پاس سے جب میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس لوٹ کر آیا تو اتنے میں وہ بھی انتقال فرما چکے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

یہ ایثار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ان میں پیدا ہو گیا تھا۔ جن کا پیشہ لوٹ مار اور غارت گری تھا کیا کہیں تاریخ میں اس کی مثال مل سکتی ہے اسی طرح ان کے تمام اخلاق اور اوصاف کا حال تھا ان کے عدل و انصاف کا یہ عالم کہ ایک مسلمان منافق اور یہودی کا مقدمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا آپ نے اس کا فیصلہ یہودی کے حق میں فرما دیا‘ چونکہ یہودی حق بجانب تھا‘ جب یہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آ گئے تو مسلمان منافق نے یہ سمجھ کر کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کے حق میں بہت شدید ہیں لہٰذا امید ہے کہ وہ میرے حق میں فیصلہ کر دیں گے اس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ سے فیصلہ کرا لیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ گو میں کافر ہوں اور یہ مسلمان ہیں مگر حضرت عمرؓ جانبداری بالکل نہیں برتیں گے فیصلہ بالکل عدل کے ساتھ فرمائیں گے چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ کی خدمت میں گئے اور یہ واقعہ بیان کر دیا یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ اس کا فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا ہے انہوں نے پھر یہ کہا کہ چلو ہم عمرؓ سے فیصلہ کرائیں گے یہودی کے کہنے پر حضرت عمرؓ نے اس کی اس مسلمان منافق سے تصدیق کرائی کہ کیا واقعی یہودی سچ کہتا ہے اس نے اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو ابھی آ کر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر نکلے اور اس مسلمان منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہ مانے عمر کے ہاں اس کا فیصلہ یہ ہے جب اس کی اطلاع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپؐ نے بھی حضرت عمرؓ کے فیصلہ کی تصویب فرمائی چونکہ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصوص قطعی حکم کو جس کو وہ خود اپنے کانوں سے سن چکے تھے انہوں نے رد کر دیا جو کہ یہ علامت ارتداد کی تھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما

سو قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے فیصلہ کرا دیں پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔

اسی طرح ان کی عبدیت وتوکل کا حال حضرت خالد بن ولیدؓ جو مسلمانوں کے لشکر کے سپہ سالار اعظم تھے جن کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا اور جن کے ہاتھوں فضل الٰہی سے فتوحات ہو رہی تھیں ان کو عین جنگ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے معزول کر کے لشکر کا سپاہی بنا دیا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ان کی جگہ سپہ سالار بنا دیا' مگر اس پر خالد بن ولیدؓ کو ذرہ برابر ناگواری نہیں ہوئی یہ تھی حضرت خالد کی عبدیت وفنائیت اور وہ تھی حضرت عمرؓ کی شان توکل کہ فتوحات میں خالد پر نظر نہ ہو جائے اللہ ہی پر نظر ہو' حضرت خالدؓ اسی بشاشت وجاں نثاری سے خلوص وللہیت کے ساتھ ایک عام سپاہی کی طرح لشکر میں شریک رہے۔

یہ حال ان کا کیوں تھا اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کا کام محض اللہ کے لئے تھا۔ اپنی کسی جاہ طلبی اور دنیوی غرض کے لئے نہ تھا جس حال میں بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہو اس میں وہ راضی رہتے تھے یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کا اثر تھا جس سے وہ حضرات عبدیت کے اس کمال کو پہنچ گئے ورنہ آپ اول سے لے کر آخر تک دنیا کے فوجی جرنلوں اور سپہ سالاروں کی تاریخ دیکھ جایئے کہیں بھی آپ کو ایسی بے نفسی اور عبدیت کی مثال غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ نہیں مل سکے گی۔

بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات علمی کا چل رہا ہے کہ جن حضرات نے آپ کے علم نبوت سے فیض پایا وہ اس درجہ کمال انسانیت کو پہنچ گئے جو خود جاہل تھے وہ دوسرے اقوام عالم کے استاذ بن گئے بقول ایک شاعر کے

جو نہ تھے خودراہ پراوروں کے ہادی بن گئے　　　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کومسیحا کر دیا

اور آج ہم اس علم سے دور ہو کر جہالت میں پڑے ہوئے ہیں اور اس اپنی جہالت کی وجہ سے ہر قسم کے ادبار اور تنزل سے دوچار ہیں۔اے کاش ہم اپنی آنکھیں کھول لیں اور بیدار ہونے کی فکر کریں اور صحیح علم وعمل کی راہ پر آ جائیں تو اپنی گمشدہ شے پھر پا جائیں۔ یہ تھا کمال علم اور اس کے یہ آثار تھے اب کمال بصیرت و بصارت کو خیال فرمائیے۔

بیان کمال بصیرت و بصارت

آپ بصیرت یعنی عقل میں سب سے اعلیٰ تھے بڑے بڑے عقلاء آپ سے مشورہ لیتے تھے اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی ایک مثال نبوت سے قبل کی ہے جس کا یہ واقعہ ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کے رکھنے کا موقعہ آیا تو حجر اسود کے رکھنے پر اختلاف ہوا کہ اس کو کون رکھے' ہر ایک قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ فخر مجھے حاصل ہو جائے۔ اختلاف کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ ان میں تلوار کھنچ جائے آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو شخص سب سے پہلے آوے اس کے فیصلہ پر سب عمل کریں سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب دیکھ کر کہنے لگے محمدؐ ہیں' امین ہیں' قریشی ہیں' آپ کو نبوت سے پہلے بھی امین کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

الغرض آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا گیا تو آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے اس میں رکھ دیا اور فرمایا ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک پلہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں جب حجر اسود کے رکھنے کا موقع آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم سب مجھے اجازت دو کہ سب کی طرف سے حجر اسود کو اس کی جگہ رکھ دوں' یہ میرا رکھنا سب کا رکھنا ہوگا سب نے اجازت دیدی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف سے وکیل بن کر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اس جگہ رکھ دیا یہ واقعہ نبوت سے قبل کا ہے۔ جس کے اندر آپ کے کمال عقل و تدبر کی بین شہادت ہے اور اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ قبل نبوت بھی لوگ کس درجہ آپ پر اعتماد کرتے تھے' اور

آپ کی صداقت وامانت وعدل وانصاف کے قائل تھے اتنے مہتم بالشان امر میں جس میں اس درجہ اختلاف ہو رہا تھا سب نے آپ کے اس احسن فیصلہ کو بخوشی قبول کر لیا۔

توجب قبل نبوت آپ کے کمالات کا یہ حال تھا تو اس سے اندازہ لگایئے کہ بعد نبوت آپ کے کمالات وفضائل کس درجہ اعلیٰ اور اکمل وافضل ہوں گے نیز آپ کے فہم وتدبر کی خبر پہلی کتابوں میں بھی موجود تھی چنانچہ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں اور رائے میں سب سے افضل ہیں۔ اس حدیث سے بھی صراحۃً آپ کو کمال عقل وتدبر میں تمام انسانوں پر فضیلت ثابت ہے' یہ تھا آپ کے اندر کمال عقل وبصیرت کہ تمامی خلائق پر فائق اور اقصائے مراتب پر فائز تھے۔

رہا آپ کے اندر کمال بصارت' سو آپ کے کمال بصارت کا یہ حال تھا کہ آپ اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے' جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے' آپؐ دور سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ نزدیک سے دیکھتے تھے آپؐ پیچھے سے اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔

چنانچہ نجاشی بادشاہ کا جنازہ حبشہ میں تھا آپؐ نے اسے مدینہ سے دیکھ لیا اور اس پر نماز پڑھی' آپؐ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا اور قریش کے سامنے اس کا نقشہ بیان فرما دیا تھا یہ واقعہ معراج کے واقعہ کے بیان پر ہوا۔

اسی طرح جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی اس وقت آپ نے خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔

کمال شجاعت ووجاہت کا بیان

آپ کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے بصیرت اور بصارت میں کمال عطا فرمایا تھا' اسی طرح شجاعت ووجاہت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو درجہ کمال عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کی قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ پہلوان کو جو کہ ہزار آدمیوں کا مقابلہ کیا کرتا تھا' آپؐ نے کشتی میں پچھاڑ دیا' اور یہ اس وقت ہوا جب کہ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور اس نے کشتی میں جیت جانے پر موقوف رکھا تین بار مقابلہ ہوا آپ نے اس کو تینوں مرتبہ پچھاڑ دیا۔

آپؐ بلا اہتمام اس قدر تیز چلتے تھے کہ صحابہؓ کرام بڑی کوشش کے باوجود آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے آپؐ کے ساتھ دوڑتے دوڑتے تھک جاتے تھے۔ آپؐ سولہ ہزار بیویوں کے رکھنے کی قوت اور طاقت رکھتے تھے۔ میدان جنگ میں لوہے کی دو دو زرہ پہن کر پہاڑی اور ٹیلے پر چڑھ جاتے تھے اور نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ فرماتے تھے۔

غزوۂ خندق کا واقعہ ہے کہ آپ بھوک کی وجہ سے دو پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے اور خندق کھود رہے تھے۔ جب ایک مقام پر ایک سخت چٹان پتھر کی آجانے کی وجہ سے صحابہؓ کرام سے کھدائی کا کام نہ چل سکا تو آپ نے اس کو تین کدالوں میں کھود کر صاف کر دیا۔

آپؐ کی شجاعت کا یہ کمال تھا کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر جب ایک دفعہ مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی اور میدان جنگ سے قدم اکھڑ گئے' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی بہادری کے ساتھ میدان جنگ میں جمے رہے اور دشمن کا مقابلہ کرتے رہے' اس وقت کا حال حضرت عباسؓ جو اس وقت آپ کے ساتھ موجود تھے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ مسلمان جب پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے اور دشمن کی جانب بڑھا رہے تھے میں نے لگام اور ابوسفیان نے رکاب پکڑ لی اس ارادے سے کہ ہم حضورؐ کو آگے بڑھنے سے روک دیں۔ ایک راویت میں ہے کہ پھر بھی آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ اس وقت یہ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب انا بن عبدالمطلب

یعنی میں سچا نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اس واقعہ سے دیکھئے آپ کی کس قدر بہادری اور شجاعت ثابت ہو رہی ہے کہ تمام لشکر پھر جانے اور لوٹ جانے کے باوجود آپ برابر دشمن کے مقابلہ میں جمے رہے اور مقابلہ فرماتے تھے' چنانچہ آپ کی شجاعت کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ گھمسان کا رن پڑتا تھا اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا تھا' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ لیا کرتے تھے اور ہم میں سب سے آگے دشمن کی طرف آپؐ ہوتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ

کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ کوئی فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے ہی آپؐ سے زیادہ پسندیدہ کسی کو دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ کے قریب رہتا تھا یہ شہادتیں ہیں آپ کی شجاعت' دلیری و بہادری کی۔

اور یہی حال آپ کی وجاہت کا تھا کہ باوجود مسکینی وغریبی کی زندگی بسر کرنے کے لوگ جب حاضر ہوتے تو ہیبت کے مارے کانپنے لگتے' چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمایئے کہ عقبہ بن عامر سامنے کھڑے ہوئے تو خوف ہیبت کے مارے کانپنے لگے آپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی طبیعت پر آسانی کرو میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں۔

اسی طرح قیلہ نے جب آپ کو دیکھا تو مارے ہیبت کے کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا اے غریب اپنے دل کو تسلی دے اور ڈرے مت' تب ان کو سکون ہوا آپ کی ہیبت ورعب کا یہ عالم تھا کہ قیصر وکسریٰ باوجود اپنی عظیم سلطنتوں اور عظیم طاقتوں کے اپنی جگہ آپؐ سے مرعوب اور خائف رہتے تھے چنانچہ ایک حدیث میں آپؐ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں اول یہ کہ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی ایک ماہ کی مسافت سے یعنی ایک ماہ کی مسافت سے ہی اللہ تعالیٰ میرا رعب دشمن کے دل میں ڈال دیتے ہیں یہ تھا بیان کمال شجاعت ووجاہت اور رعب کا۔

جمال کا بیان

جب ان کمالات کا حال تھا تو جمال کا حال کیا بیان ہو سکے' کیا ہی خوب کہا ہے۔

بلغ العلے بکمالہ   کشف الدجے بجمالہ

وہ بلندیوں کو پہنچ گئے اپنے کمال کے سبب' اور اندھیریوں کو روشن کردیا اپنے جمال کے سبب

حسنت جمیع خصالہ   صلوا علیہ والہ

ان کی تمام خصلتیں عمدہ ہیں ان پر اور ان کی آل پر درود بھیجو

حسن یوسف' دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ حسن یوسف' دم عیسیٰ ید بیضا رکھتے ہیں جو خوبیں تمام انبیاء رکھتے تھے آپ تنہا رکھتے ہیں۔

میرے بزرگو! جمال کی دو قسمیں ہیں، جمال خلقی، جمال خلقی، آپ کا جمال خلقی یعنی صورت و شکل کے جمال کا یہ عالم تھا کہ نہایت خوبرو، تمام اعضاء میں تناسب و اعتدال تھا کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو آپ کے حسن و جمال میں نقص پیدا کرنے والی ہو، آپ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے ماہ بدر کی طرح روشن اور چمکدار اور گول نما تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ حسین، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ تشریف فرما تھے اور رات کی چٹکتی ہوئی چاندی چودھویں رات کے چاند سے کھل رہی تھی میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تھی آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا کر رہی ہو، عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں کبھی چاند کو دیکھتی ہوں اور کبھی آپ کو، خدا کی قسم آپ چودھویں رات کے چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں اسی معنی میں کسی نے خوب کہا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں ہیں جھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

آپ کی آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ بڑی بڑی آنکھیں سرمہ لگی ہوئیں، حالانکہ سرمہ چشم مبارک میں نہ ہوتا تھا آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے مژگاں دراز، مابین ابرو کشادہ، ابرو خمدار، بینی مبارک اونچی، دندان مبارک کے درمیان کچھ ریخیں تھیں اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے سفید موتی جیسے چمکدار تھے، مسکراتے وقت دندان مبارک ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے برق کی روشنی، ریش مبارک گنجان، شکم و سینہ ہموار، سینہ چوڑا، دونوں شانے بڑے استخواں بھاری تھیں، کلائی بازو اور پنڈلی وغیرہ بھرے ہوئے تھے دونوں ہتھیلی اور قدم مبارک کشادہ سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ قد مبارک میانہ نہ زیادہ لمبا نہ ٹھگنا، البتہ درازی کی طرف مائل تھا کہ دیکھنے میں اونچا معلوم ہوتا تھا مجلس میں سب سے بلند معلوم ہوتے، اعضاء گٹھے ہوئے، رفتار میں کسی قدر سرعت مگر بے تکلف ایسی کہ رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔ بال کسی قدر گھونگھریالے، جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دنداں مبارک کے بیچ سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن مبارک نہایت خوبصورت چہرہ مبارک نہ گول پھولا ہوا بلکہ مائل بتدویر تھا جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا

پاؤں رکھتے تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا جسم مبارک بے بال البتہ سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی آپ گورے ملیح تھے تریسٹھ سال کی عمر میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ سر اور ریش مبارک میں کل سترہ بال سفید تھے' آپ ختنہ کئے ہوئے سرمہ لگے ہوئے اور بالکل پاک صاف پیدا ہوئے تھے' سونے سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت نوم حدث سے محفوظ تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جوڑا دھاری دار پہنے ہوئے تھے تو نہایت عجیب حسین معلوم ہوتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ انور میں آفتاب چل رہا ہے آپ دور سے زیادہ جمیل قریب سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے نہایت نرم جلد تھے اول وہلہ میں جو آپ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا آپ سے قبل اور آپ کے بعد ایسا صاحب جمال وصاحب کمال نہیں ہوا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یا صاحب الجمال و یاسید البشر   من وجھک المنیر لقد نور القمر

اے جمال والے اور اے انسانوں کے سردار' آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہو گیا۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کی تعریف ناممکن ہے جیسا کہ اس کا حق ہے قصہ مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہر نبی خوش آواز خوبصورت خوبرو پیدا ہوا مگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت' خوبرو اور خوش آواز تھے مگر غیرت خداوندی نے آپ کے حسن کو چھپالیا۔ جیسا جمال تھا غیروں پر ظاہر نہ فرمایا۔

طیب ومطیب

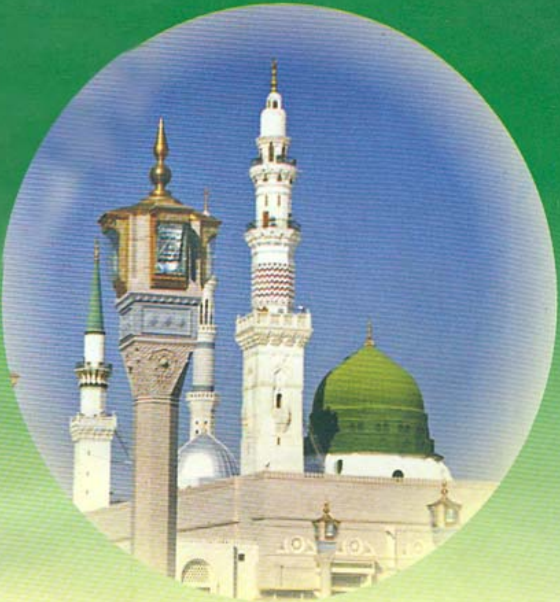
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک اور خوشبو کو نہ عنبر پہنچ سکتا ہے نہ مشک کی خوشبو' آپ کے جسم اطہر کی خوشبو کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو اپنے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں پہچانا جاتا آپ سوئے ہوئے تھے حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر واطیب سے جو پسینہ نکل رہا تھا اس کو ایک شیشی میں جمع کرنے لگیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئیں آپ نے فرمایا یہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے یہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے چنانچہ یہ بچیوں کی شادی کے موقعہ پر کپڑوں کے معطر کرنے کو آپ کا پسینہ مبارک شیشیوں میں جمع کر کے رکھ لیتی تھیں اور کپڑوں میں لگاتی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گزرتے خوشبو سے پہچان ہو جاتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرے ہیں مہر نبوت میں مشک کی مہک آتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز کو زمین شق ہو کر نگل جاتی اور ایسی جگہ نہایت تیز خوشبو آتی تھی یہی وجہ ہے کہ علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔

مالک بن سنان رضی اللہ عنہ یوم احد میں آپ کے زخم کا خون چوس کر پی گئے' آپ نے فرمایا کہ اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔

عبداللہ بن زبیرؓ آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا اس کو پی گئے اور برکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی خادمہ ام ایمن نے آپ کا بول پی لیا تھا ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے یہ تھا آپ کا جمال خلقی جہاں آراء۔ صلی اللہ علیہ وسلم

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین



عشق نبوی ﷺ سے لبریز

خطباتِ سیرۃ النبی ﷺ

علماء خطباء واعظین
ومبلغین اور سب
مسلمانوں کیلئے
یکساں مفید

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
فون: 4540513-4519240